www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

غازی عزیر

ابلیس کی حقیقت

ابلیس کہ جس کی اصل جن ہے، کے لغوی معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے ابویعلیٰؒ فرماتے ہیں:

"جن، یعنی 'مستور' اصلاً 'استتار' سے مشتق ہے۔

'جن' سے 'جنین' یعنی وہ بچہ جو ماں کے رِحم میں ہو اور نظر نہ آئے، اور 'مجنون' الفاظ نکلے ہیں کیونکہ پاگل کا خیال عقل مستور ہوتا ہے"[1]

اسی طرح "بہشت" کو "جنت" بھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مستور ہے اور ہماری نظریں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔

عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ "ابلیس" پہلے فرشتوں میں انتہائی عابد، پرہیزگار، عالم اور مجتہد بلکہ دربارِ الٰہی کا مقرب ترین فرشتہ تھا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے مردود ٹھہرا۔ بعض لوگ اسے معلم الملکوت، طاؤس الملائکہ، خازن الجنّت، اشرفُ الملائکہ، رئیس الملائکہ اور نہ جانے کیا کیا بتاتے ہیں لیکن فی الواقع ملائکہ میں اس کی فضیلت تو درکنار بنیادی طور پر اس کا فرشتہ ہونا بھی انتہائی مشکوک بات ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دور سے ہی "ابلیس" کا فرشتہ ہونا ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے، چنانچہ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا وہ پہلے ملائکہ میں سے تھا، لیکن جب اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اُسے مسخ کر دیا گیا یا اصلاً وہ ملائکہ میں سے نہیں

---

[1] غرائب الجن والشیاطین کما یصوّرھا القرآن والسنۃ للشبلیؒ صفحہ ۲۰۹، ۲۱۱۔ طبع دار الریاض۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس کے متعلق دو اقوال مشہور ہیں جن کا ذکر ان شاء اللہ کتاب التفسیر میں کیا جائے گا۔[۱]

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ملعون ٹھہرائے جانے سے قبل اس کا نام "ابلیس" نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس، ناکام و نامراد ہونے کے بعد اس کا نام "ابلیس" پڑ گیا تھا۔ عربی لغت میں "بلس" اور "ابلاس" چونکہ انتہائی مایوس و نامراد اور دل شکستہ ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے لہذا "ابلیس" کا نام "ابلیس" اس کی مایوسی و ناکامی و نامرادی اور دل شکستگی کی حالت کے پیش نظر ہی پڑا تھا۔ اس امر کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت جو پیش کی جاتی ہے اس طرح ہے:

كَانَ اِسْمُ اِبْلِيْسَ حَيْثُ كَانَ مَعَ الْمَلَآئِكَةِ عَزَازِيْلَ ثُمَّ اِبْلِيْسَ[۲]

"ابلیس کا نام جب وہ ملائکہ کے ساتھ تھا تو عزازیل تھا۔ بعد میں ابلیس پڑ گیا۔"

علامہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"...... پھر صرف ابلیس کے ساتھی فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو تو ان سب نے تو سجدہ کیا لیکن ابلیس کا وہ غرور و تکبر ظاہر ہو گیا۔ اس نے نہ مانا اور سجدہ سے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں، اس سے بڑی عمر والا ہوں اور اس سے قوی اور مضبوط ہوں۔ یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اور آگ مٹی سے قوی ہے۔ اس انکار پر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے ناامید کر دیا اور اسی لئے اسے ابلیس کہا جاتا ہے۔ اس کی نافرمانی کی سزا میں اسے راندۂ درگاہ شیطان بنا

[۱] فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر عسقلانی، ج ۶، صفحہ ۳۳۹۔۴۰۔

[۲] رواہ الطبری و ابن ابی الدنیا وکذا فی فتح الباری ج ۶، صفحہ ۳۳۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا[۱] الخ

اور مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے "تفہیم القرآن" میں "ابلیس" کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اصل میں لفظ مُبْلِسُوْنَ استعمال ہوا ہے جس کا پورا مفہوم مایوسی[۲] سے ادا نہیں ہوتا۔ بَلس اور اِبلاس کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حیرت کی وجہ سے دنگ ہو کر رہ جانا، خوف اور دہشت کے مارے دم بخود ہو جانا، غم و رنج کے مارے دل شکستہ ہو جانا، ہر طرف سے نا اُمید ہو کر ہمت توڑ بیٹھنا اور اسی کا ایک پہلو مایوسی و نامرادی کی وجہ سے برافروختہ (DESPERATE) ہو جانا بھی ہے جس کی بنا پر شیطان کا نام ابلیس رکھا گیا ہے۔ اس نام میں یہ معنے پوشیدہ ہیں کہ یاس اور نامرادی (FRUSTRATION) کی بنا پر اس کا زخمی تکبر اس قدر برانگیختہ ہو گیا ہے کہ اب وہ جان سے ہاتھ دھو کر ہر بازی کھیل جانے اور ہر جرم کا ارتکاب کر گزرنے پر تُلا ہُوا ہے[۳]"

بعض ضعیف روایات میں "عزازیل" کے علاوہ "ابلیس" کے چند اور نام بھی

---

۵۱ تفسیر ابنِ کثیر مترجم ج ۱، صفحہ ۹۸، طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۵۲ حالانکہ اس سے قبل خود مولانا مودودی مرحوم "ابلیس" کی شرح میں یوں فرما چکے ہیں:۔

"لفظی ترجمہ انتہائی مایوس، اصطلاحاً یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کر کے آدم اور بنی آدم کیلئے مطیع و مسخر ہونے سے انکار کر دیا اور اللہ سے قیامت تک کیلئے مہلت مانگی کہ اسے نسلِ انسانی کو بہکانے اور گمراہیوں کی طرف ترغیب دینے کا موقع دیا جائے۔ اسی کو الشیطان بھی کہا جاتا ہے۔ درحقیقت شیطان اور ابلیس بھی محض کسی مجرد قوت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ بھی انسان کی طرح ایک صاحبِ تشخص ہستی ہے"

(تفہیم القرآن للمودودی ج ۱، صفحہ ۶۵، ۶۶۔

۵۳ تفہیم القرآن للمودودی ج ۱، صفحہ ۲۹۴، حاشیہ ۷۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتے ہیں۔ مثلاً حارث[51]، اجدع[52]، خزب[53]، دھان[54]، حباب[55]، حیات[56]، علوان[57]، حدوثن[58] تعوس[59]، اور حکم وغیرہ۔ اسی طرح بعض مفسرین نے اس کی کنیت "ابو مرہ"، "ابوالکروبیین"[60] اور ابو کردوس[61]، بیان کی ہے۔ لیکن علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"قرآن کریم (کے مطالعہ) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نام اس (سجدۂ آدمؑ کے) واقعہ سے بھی قبل ابلیس[62] ہی تھا"

اس سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ کی یہ رائے زیادہ قوی اور باوزن معلوم ہوتی ہے، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

ذیل میں اب اِس مسئلہ پر کہ آیا "ابلیس" فرشتہ تھا یا نہیں؟ فریقین کے دلائل اور اُن کا علمی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

علامہ ابوبکر عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

"ابلیس ملائکہ میں سے تھا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے،

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ[63]۔

---

[51] رواہ احمد ج ۵، صفحہ ۱۱ وابن جریر والترمذی والحاکم وابن ابی حاتم فی تفسیر وکذا فی تفسیر لابن کثیر مترجم ج ۳، صفحہ ۱۰۴ وفتح المجید ۳۹۹، ۴۰۰۔

[52] سنن ابوداؤد مع عون المعبود، ج ۴، صفحہ ۴۴۵۔

[53] سنن ابن ماجہ وکذا فی میزان الاعتدال للذہبی، ج ۱، صفحہ ۶۲۵۔

[54] ایضاً۔ [55] رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ۔ [56] رواہ الطبرانی۔

[57] رواہ ابن عدی وکذا فی الفوائد المجموعۃ للشوکانی، صفحہ ۴۷۲، والموضوعات لابن الجوزی، ج ۱، صفحہ ۱۵۸، وتنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی، ج ۱، صفحہ ۱۷۴ ومیزان الاعتدال للذہبی ج ۱، صفحہ ۲۰۰، ۲۰۲۔

[58] ایضاً۔ [59] ایضاً۔ [60] کذا فی الکتاب لابن خالویہ۔

[61] نقاش کا یہ قول البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۸، ۴۳ پر مذکور ہے۔

[62] فتح الباری لابن حجر ج ۶، صفحہ ۳۳۹۔

[63] بقرہ۔ ۳۴، الاسراء۔ (۶۱)، الکہف۔ ۵۰، طٰہٰ۔ ۱۱۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جس وقت ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ[۱] میں گر جاؤ تو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے"

اس آیت میں واضح طور پر ابلیس کا استثناء کسی غیر جنس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اہلِ عرب کے نزدیک یہ امر مشہور و معروف ہے۔ پس اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ تمام نان بائیوں نے دوکان کھولی سوائے فُلاں کے، تو اس قول میں "فلاں" سے مُراد کوئی دوسرا نان بائی ہوگا۔ اس "فلان" سے قائل کی مراد لوہار ہو تو قائل کا یہ قول حسن نہیں سمجھا جائے گا۔ اِس کی مثال تو وہی ہوگی کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کہ میں نے اِنسانوں کو دیکھا سوائے گدھے کے۔ یہاں پر کوئی شخص استثناء از غیر جنس کی شہادت کے طور پر عربی کا یہ شعر پیش کرسکتا ہے ؎

وبلدہ لیس بہا انیس إلا الیعافیر وإلا العیس

مگر اس کا جواب یہ ہے کہ "یعافیر" اور "عیس" دونوں ایک ہی جنس (یعنی "اَیناس" کی جنس) سے ہیں لہٰذا اس شعر میں اِن کا استثناء انہیں جنس "ایناس" سے جُدا نہیں کر دیتا البتہ اِس مقام پر کسی "آدمی" یا "جن" کا ذکر ہوتا تو بلاشبہ یہ استثناء غیر از جنس نہیں ہے نیز یہ کہ مذکورہ بالا آیت اس امر کی صحت پر دلالت کرتی ہے کہ ابلیس یقیناً فرشتوں میں سے تھا ورنہ اِس کا سجدہ نہ کرنا ہرگز باعث ملامت و عتاب قرار نہ پاتا۔ جب اس کو سجدہ کا حکم ہی نہیں دیا گیا تھا تو اس کی حیثیت تو محض ایک مناظر کی رہ جاتی ہے۔ اس کو مردود ٹھہرانے والی بات اس کا یہ متکبرانہ قول تھا، اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ[۲] (یعنی میں اس سے بہتر ہوں)۔ یہ کہہ کر اس نے حکم باری تعالیٰ کی خلاف ورزی کی۔ اور اس کے غضب کو اپنی جانب موڑ لیا۔ اس

---

[۱] سورۃ الأعراف، ۱۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مثال بالکل اس طرح ہے کہ بادشاہِ وقت امتناعی اعلان کرے کہ، بزاز اپنی دکانیں نہ کھولیں۔ اس اعلان کی وجہ سے بزاز تو دکانیں نہ کھولیں مگر نان بائی اپنی اپنی دکانیں کھول لیں تو ان کو ہدفِ ملامت بنانا قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ وہ اس شاہی ممانعت میں سرے سے داخل ہی نہیں ہیں[۵۱]"

علامہ ابوبکر عبدالعزیزؒ نے اپنی کتاب "التفسیر" میں بھی اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ بلاشبہ ابلیس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا۔ ان کی سب سے بڑی دلیل قرآنِ کریم کی آیت "وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ" ہے۔ جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ آں رحمہ اللہ اس امر میں علماء کے تمام اختلافات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر ابلیس ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو باری تعالیٰ کے سجدہ کرنے کے حکم سے خارج ہوتا ———— کیونکہ سجدہ کے اس حکم کے مامور تو فقط ملائکہ تھے۔ ہمارا اجماع ہے کہ وہ بھی اس سجدہ کے لئے مامور تھا۔ اکثر مفسرین اور ابن عباسؓ وغیرہ نے ابلیس کو مامور بالسجدہ قرار دیا ہے۔ ابن مسعودؓ، صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت، سعیدؒ بن المسیب، بعض دوسرے اصحابِ علم وفضل اور متکلمین کی ایک جماعت ابلیس کے مامور بالسجدہ ہونے کی قائل ہے[۵۲]"

ابویعلیٰؒ بیان کرتے ہیں:

"میں نے ابو اسحاق بن شاقلاؒ کی تعلیقات میں دیکھا ہے کہ ابو اسحاق نے اپنے شیخ (یعنی ابوبکر عبدالعزیزؒ) سے کسی کو سوال کرتے ہوئے سنا، کیا ابلیس ملائکہ سے تھا؟ آں رحمہ اللہ نے جواب دیا، امر بالسجود یہی بتاتا ہے، اگر ابلیس ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو وہ مامور نہ

---

۵۱ غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰۔ ۵۲ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے[1]

ابلیس کے ملائکہ کی جنس سے ہونے اور ملائکہ کے درمیان اس کی فضیلت بیان کرنے والی بہت سی روایات مختلف کتب تفاسیر میں مذکور ہیں۔ مثلاً

۱۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، کَانَ اِبْلِیْسُ مِنْ اَشْرَفِ الْمَلَآئِکَۃِ وَاَکْرَمِھِمْ وَکَانَ خَازِنًا عَلَی الْجِنَانِ وَکَانَ لَہٗ سُلْطَانُ سَمَآءِ الدُّنْیَا وَکَانَ لَہٗ سُلْطَانُ الْاَرْضِ[2]

"حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: ابلیس اشرف الملائکہ اور ان میں سب سے مکرم قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ جنتوں کا خازن تھا۔ اس کی بادشاہت آسمان دنیا اور زمین پر قائم تھی۔"

یہ روایت بطریق "قاسم بن الحسن حدثنا الحسین بن داؤد حدثنی حجاج عن ابن جریج قال ابن عباس نحوہ" مروی ہے۔ لیکن اس طریق میں ایک راوی "سُنید حسین بن داؤد" ہے۔ جس کے متعلق علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اپنی معرفت و امامت کے باوجود ضعیف ہے۔"

امام نسائیؒ فرماتے ہیں:

"ثقہ نہیں ہے۔"

علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں:

"نسائیؒ نے اسے واہ قرار دیا ہے، اس سے ایسی احادیث مروی ہیں جن کا ائمہ حدیث نے انکار کیا ہے۔"

ابو حاتمؒ نے اسے "صدوق" قرار دیا ہے۔"

علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں:

"امام احمدؒ نے اس کی تضعیف کی ہے لیکن ابن حبانؒ اور ابو حاتم الرازیؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔"

---

[1] غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰۔

[2] رواہ الطبری وکذا فی البدایۃ والنہایۃ، لابن کثیر ج۱، صفحہ ۵۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیلی ترجمہ کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، مجمع الزوائد و منبع الفوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للبسیونی الزغلولؒ اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[۱]

اس طریق کا دوسرا مجروح راوی "حجاج بن محمد المصیصی الأعور" ہے جسے علامہ ذہبیؒ اور علامہ عجلیؒ وغیرہ نے "ثقہ" اور امام احمدؒ نے "أحفظ" قرار دیا ہے۔

لیکن ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ:

"اختلاط کرتا تھا"

ابنِ حجر عسقلانی بھی فرماتے ہیں کہ:

"ثقہ اور ثابت ہے لیکن آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا"

حجاج کے تفصیلی ترجمہ کے لئے میزان الاعتدال للذہبیؒ، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ اور تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۲]

اِس طریق کا تیسرا مجروح راوی "عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج" ہے۔ جو علامہ عجلیؒ اور علامہ ابن حجرؒ وغیرہ کے نزدیک "ثقہ" تو ہے لیکن امام ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ:

"مدلس ہے اور ارسال کرتا ہے"

علامہ ذہبیؒ نے بھی اس کی "تدلیس" کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ابنِ حبانؒ نے عبدالملک بن عبدالعزیز کا ذکر اپنی کتاب "الثقات" میں کیا

---

[۱] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱، صفحہ ۱۷۵، ۳۳۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱، صفحہ ۵۲۴، ج ۲، صفحہ ۲۳۶، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۵، صفحہ ۲۳۸، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۲، صفحہ ۳۱۴، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳، صفحہ ۳۰۴۔

[۲] معرفۃ الثقات للعجلی، ج ۱، صفحہ ۲۸۶، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱، صفحہ ۱۵۴، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲، صفحہ ۲۰۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱، صفحہ ۴۶۴، تاریخ بغداد للخطیب ج ۸، صفحہ ۲۳۶، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱، صفحہ ۱۶۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یحییٰ بن سعیدؒ اور خراشؒ کا قول ہے کہ "صدوق" تھا۔

ذہلیؒ فرماتے ہیں کہ

"اگر "حدثنی" اور "سمعت" کے ساتھ روایت کرے تو اسکی حدیث قابلِ احتجاج ہوتی ہے۔"

علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے عبدالملک بن عبدالعزیز کو اپنی کتاب "تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس" کے مرتبہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کے اکثر رجال کی احادیث کے ساتھ ائمہ نے احتجاج نہیں کیا ہے تاوقتیکہ وہ اپنے سماع کی صراحت نہ کریں۔ اس طبقہ میں بعض ایسے رجال بھی ہیں جن کی احادیث کا مطلقاً رد کیا گیا ہے۔

امام نسائیؒ وغیرہ نے عبدالملک بن عبدالعزیز میں "تدلیس" کا وصف بیان کیا ہے۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ابنِ جریج کی تدلیس، شر التدلیس کی قبیل سے ہے کیونکہ وہ قبیح التدلیس ہے۔"

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کی "تدلیس" کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

عبداللہ بن احمدؒ اپنے والد امام احمد بن حنبلؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"ابنِ جریج نے جن احادیث میں ارسال کیا ہے ان میں سے کچھ احادیث موضوع ہیں۔"

مزید تفصیلی ترجمہ کیلئے میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبیؒ، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ، الاسامی والکنیٰ لاحمد بن حنبلؒ، تہذیب الکمال للحافظ المزیؒ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔[۱]

---

[۱] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ صفحہ ۵۲۰، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲، صفحہ ۴۰۲، تعریف اہل التقدیس لابن حجر صفحہ ۹۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲، صفحہ ۶۵۹، معرفۃ الرواۃ للذہبی صفحہ ۱۳۹، الاسامی والکنیٰ لاحمد بن حنبل صفحہ ۸۶، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ صفحہ ۱۰۴، تہذیب الکمال للحافظ المزی ج ۲، صفحہ ۸۵۵، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ج ۱ صفحہ ۱۲۹، ۱۱۴، ۳۲۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ، إِنَّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَبِيلَةً مِنَ الْجِنِّ كَانَ اِبْلِيْسُ مِنْهَا وَكَانَ يَسُوْسُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔[۱]

"حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، ملائکہ میں سے ایک قبیلہ جنوں کا ہے، ابلیس اسی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ موجود ہے اس پر حکمرانی کرتا تھا۔"

یہ روایت بطریق "ابن جریج عن صالح مولی التوأمہ و شریک بن ابی نمر مروی ہے"۔ ابن جریج پر علمائے جرح و تعدیل کی جرح اُوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اس سند کا دوسرا مجروح راوی "صالح بن نبہان مولی التوأمہ" ہے۔ جس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"صدوق تھا لیکن آخر عمر میں اختلاط کرتا تھا۔"

علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں:

"اصمعیؒ کا قول ہے کہ شعبہؒ اس سے روایت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس سے روایت لینے سے دوسروں کو منع بھی فرماتے تھے۔"

مالکؒ کا قول ہے کہ:

"ثقہ نہیں ہے۔"

عبداللہ بن احمدؒ نے یحییٰ بن معینؒ کے متعلق بیان کیا ہے کہ:

"انہوں نے فرمایا، قوی نہیں ہے۔"

یحییٰ القطانؒ کا قول ہے:

"لَمْ يَكُنْ بِثِقَةٍ۔"

ابن عیینہؒ فرماتے ہیں:

"وہ اختلاط کرتا تھا پس اس کو ترک کیا گیا ہے۔"

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ضعیف ہے۔"

---

[۱] رواہ ابن جریر الطبری وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ معینؒ کا ایک قول ہے کہ:

"ثقہ تھا لیکن وفات سے پہلے اسمیں تحریف آگئی تھی، پس جس نے اس سے اس تحریف کے آنے سے قبل کچھ سُنا تو وہ ثابت ہے"

ابوحاتمؒ کا قول ہے کہ:

"وہ قوی نہیں ہے"

ابنِ مدینیؒ نے اس کی "توثیق" کی ہے"

امام احمدؒ بھی اسے "صالح الحدیث" بتلاتے ہیں۔

ابنِ حبانؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"۱۱۵ھ میں اس کے اندر تغیر آگیا تھا پھر وہ ایسی خبریں لایا جو ثقات کی طرف سے موضوعات بیان کرنے کے مشابہ تھیں۔ اس کی حدیث میں اختلاط موجود ہے۔ اِس کی قدیم حدیث میں خیر ہوتی ہے لیکن بعد میں وہ تمیز نہ کر پایا چنانچہ مستحق ترک ہے"

ابنِ نبہان کے تفصیلی ترجمہ کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ، المجروحین لابنِ حبانؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، المجموع فی الضعفاء و المتروکین للسیروان، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

[1] تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱، صفحہ ۳۶۳، الضعفاء والمتروکون للنسائیؒ ترجمہ ۳۰۱، المجروحین لابن حبان ج ۱، صفحہ ۳۶۵، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ج ۴، صفحہ ۲۹۱، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲، صفحہ ۲۰۴، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۴، صفحہ ۴۱۶، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۴، ترجمہ ۱۳۷۳، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲، صفحہ ۳۰۲، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان صفحہ ۱۳۱، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ ج ۱، صفحہ ۵۰، ۲۳۸، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱، صفحہ ۲۹۸، ج ۲، صفحہ ۳۲، ج ۹، صفحہ ۱۴۸، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳، صفحہ ۳۰۹، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱، صفحہ ۲۴۹، ج ۳، صفحہ ۹۶، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۱، صفحہ ۱۱۶، ج ۴، صفحہ ۱۳۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ لَمَّا فَرَغَ اللّٰہُ مِنْ خَلْقِ مَا أَحَبَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ فَجَعَلَ إِبْلِيْسَ عَلٰی مُلْكِ الدُّنْيَا وَكَانَ مِنْ قَبِيْلَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُمُ الْجِنُّ وَإِنَّمَا سُمُّوا الْجِنَّ لِأَنَّهُمْ خُزَّانُ الْجَنَّةِ وَكَانَ إِبْلِيْسُ مَعَ مُلْكِهٖ خَازِنًا فَوَقَعَ فِيْ صَدْرِهٖ إِنَّمَا أَعْطَانِي اللّٰهُ هٰذِهِ الْمَزِيَّةَ لِيْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ[۱]

"جب اللہ تعالیٰ تخلیقِ کائنات سے فارغ ہوا تو عرش پر مستوی ہونا پسند فرمایا پھر ابلیس کو دنیا کا ملک بنایا۔ وہ ملائکہ کے اس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جس کو جن کہتے ہیں۔ ان کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کے خزان ہیں اور ابلیس بھی بمع ملکہ اس کا ایک خازن تھا، پھر اس کے دل میں یہ تکبر پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دوسرے فرشتوں پر یہ فضیلت (میری لیاقت کیوجہ سے) دی ہے۔"

یہ روایت بطریق "موسیٰ بن ہارون الھمدانی حدثنا عمرو بن حماد حدثنا اسباط بن نصر عن السدی فی خبر ذکرہ عن أبی مالک وعن ابی صالح عن ابن عباس وعن مرۃ الھمدانی عن عبداللہ بن مسعود وعن أناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" مروی ہے۔ اس سند میں دو مجروح راوی موجود ہیں۔

پہلا عمرو بن حماد بن طلحۃ القناد، جسے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ، ابن معینؒ، ابوحاتمؒ، اور علامہ ذہبیؒ نے "صدوق" لکھا ہے مگر ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ:

"وہ رافضہ میں سے تھا۔"

امام ابن حجرؒ نے بھی اس کے "رفض" کا ذکر فرمایا ہے۔

علامہ ذہبیؒ نے اس سے مروی ایک منکر حدیث اس کے ترجمہ میں نقل فرمائی ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ اور میزان الاعتدال للذہبی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں[۲]

---

[۱] کذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۵۔

[۲] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲، صفحہ ۶۸، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳، صفحہ ۲۵۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سند کا دوسرا مجروح راوی "اسباط بن نصر الھمدانی" ہے۔ جس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق تو تھا مگر کثرت کیساتھ خطأ کرتا تھا"

علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں:

"یہ سدی کے علاوہ اور کسی سے روایت نہیں کرتا"

ابن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ امام احمدؒ نے توقف فرمایا ہے۔

ابو نعیمؒ نے تضعیف کی ہے۔ اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "وہ قوی نہیں ہے"

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ الأوسط میں اسے "صدوق" لکھا ہے۔

ابن حبانؒ نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب "الثقات" میں کیا ہے۔

موسیٰ بن ہارونؒ کا قول ہے کہ: "اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

مزید تفصیل کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ، معرفۃ الرواۃ للذہبیؒ، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانیؒ الکاشف للذہبیؒ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں[1]

۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، كَانَ اِبْلِيْسُ مِنْ حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُمُ الْجِنُّ خُلِقُوْا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ مِنْ بَيْنِ الْمَلٰئِكَةِ[2]

"حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جن کو "جن" کہا جاتا ہے، اس کو فرشتوں کے درمیان نار سموم یعنی جلتی ہوئی آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا گیا تھا۔"

اس روایت کو طبریؒ نے بطریق ابو کریب بن عثمان بن سعید حدثنا بشر بن عمارہ عن أبی روق عن الضحاک عن ابن عباس وارد کیا ہے۔ لیکن اس کی سند میں بھی ایک مجروح راوی "بشر بن عمارہ" ہے جو عند المحدثین انتہائی "ضعیف" ہے۔

ابو حاتم فرماتے ہیں: "قوی نہیں ہے"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "لَنْ نَّعْرِفَهٗ وَنُنْكِرُهٗ"۔

---

[1] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱، صفحہ ۵۳، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱، صفحہ ۲۱۲، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱، صفحہ ۱۷۵، الکاشف للذہبیؒ ج ۱، صفحہ ۱۰۵۔ معرفۃ الرواۃ للذہبی ۶۴، ۶۵۔ تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۴، صفحہ ۳۶۱۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۲، صفحہ ۶۰۱، ج ۴، صفحہ ۲۳۶، ۳۰۱

[2] رواہ الطبری۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نسائیؒ نے اس کی "تضعیف" کی ہے۔

ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ اِس قدر خطاء کرتا ہے کہ حدِ احتجاج سے خارج ہے"

علامہ ذہبیؒ نے بھی امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔

ابنِ عمارہ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے الضعفاء والمتروکون لِلنسائیؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکون لِلدارقطنیؒ، میزان الاعتدال لِلذہبیؒ، تہذیبُ التہذیب لابنِ حجرؒ، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، فہارس مجمع الزوائد لِلزغلول اور سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں [1]

۵۔ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ، كَانَ اِبْلِيْسُ عَاشِرَ عَشَرَةٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَى الرِّيْحِ۔

اس روایت کو ابوبکر قرشیؒ نے بطریق " ابراہیم بن سعید حدثنا نضر بن علی حدثنا نوح بن قیس عن اُبی یسر بن جزور عن قتادۃ" روایت کیا ہے لیکن اِس طریق میں " نوح بن قیس بصری الحدانی" پر بعض ائمہ حدیث نے جرح فرمائی ہے۔

امام احمدؒ، ابن معینؒ اور عجلیؒ نے اس کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔

علامہ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ "صدوق' لیکن 'متہم بالتشیع' تھا"

ابوداؤد کا قول ہے کہ: "تشیع کرتا تھا"

یحییٰؒ نے اس کی "تضعیف" کی ہے۔

نسائیؒ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] الضعفاء والمتروکون لِلنسائیؒ ترجمہ ۷۷، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱، صفحہ ۸۰، الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۴۰، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱، صفحہ ۱۴۰، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۱، صفحہ ۳۶۲، المجروحین لابن حبان ج ۱، صفحہ ۱۸۸، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲، ترجمہ ۴۲۲، الضعفاء والمتروکون لِلدارقطنی ترجمہ ۱۲۷، میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۱، صفحہ ۳۲۱۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱، صفحہ ۴۵۵۔ المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان صفحہ ۴۶، ۲۹۰، ۴۱۳۔ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۴، صفحہ ۳۵، ۱۱۱، ج ۹، صفحہ ۱۲۵۔ فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳، صفحہ ۳۵۸۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۴، صفحہ ۶۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے"

علامہ ذہبیؒ اسے "صالح الحال" بتاتے ہیں۔

نوح بن قیس کے تفصیلی ترجمہ کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں [۵۱]

۶۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ خَلَّادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، كَانَ إِبْلِيسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَكِبَ الْمَعْصِيَةَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اسْمُهُ عَزَازِيلُ وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ الْمَلَائِكَةِ اجْتِهَادًا وَأَكْثَرِهِمْ عِلْمًا فَذَلِكَ دَعَاهُ إِلَى الْكِبْرِ وَكَانَ مِنْ حَيٍّ يُسَمَّوْنَ جِنًّا [۵۲]

"طاؤس حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابلیس اپنی معصیت کے ارتکاب سے قبل ملائکہ میں سے تھا۔ اس کا نام عزازیل تھا وہ دُنیا کے باشندوں میں سے تھا۔ وہ ملائکہ میں سب سے بڑا مجتہد اور زیادہ علم رکھنے والا تھا۔ اس کی اس بات نے اسے تکبر میں مبتلا کر دیا۔ وہ اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جس کو جن کے نام سے پکارا جاتا تھا۔"

۷۔ قَالَ قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، كَانَ إِبْلِيسُ رَئِيسَ الْمَلَائِكَةِ بِالسَّمَاءِ الدُّنْيَا [۵۳]

"سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ، ابلیس آسمانِ دنیا کے فرشتوں کا رئیس تھا۔"

---

۵۱ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲، صفحہ ۳۰۸، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱۰، صفحہ ۴۸۵، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲، صفحہ ۳۲۰۔ میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ صفحہ ۲۷۹۔ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۳، صفحہ ۱۴۸۔

۵۲ تفسیر ابن کثیر ج ۱۷، صفحہ ۵۳ وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۵۔

۵۳ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس موضوع پر ان کے علاوہ اور بہت ساری روایات کتب تفاسیر میں مل جائیں گی۔ مثال کے طور پر امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس شریف فرشتوں میں سے تھا اور بزرگ قبیلے کا تھا، جنتوں کا داروغہ تھا، آسمان دنیا کا بادشاہ تھا، زمین کا بھی سلطان تھا، اس سے کچھ اس کے دل میں گھمنڈ آ گیا تھا کہ وہ تمام اہلِ آسمان سے شریف ہے۔ وہ گھمنڈ بڑھتا جا رہا تھا، اس کا صحیح اندازہ اللہ کو ہی تھا پس اس کے اظہار کے لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو اس کا گھمنڈ ظاہر ہو گیا۔ بر بنائے تکبر صاف انکار کر دیا اور کافروں میں جا ملا[۵۱]"

"حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں 'وہ جن' تھا۔ یعنی جنت کا خازن تھا جیسے لوگوں کی شہروں کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں مکی، مدنی، بصری، کوفی۔ یہ جنت کا خازن آسمانِ دنیا کے کاموں کا مدبر تھا۔ یہاں کے فرشتوں کا رئیس تھا۔ اِس معصیت سے پہلے وہ ملائکہ میں داخل تھا لیکن رہتا تھا زمین پر۔ سب فرشتوں سے زیادہ کوشش سے عبادت کرنے والا اور سب سے زیادہ علم والا تھا، اسی وجہ سے پھول گیا تھا۔ اس کے قبیلے کا نام جن تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان آمد و رفت رکھتا تھا، رب کی نافرمانی سے غضب میں آ گیا اور شیطان رجیم بن گیا اور ملعون ہو گیا ...... کہتے ہیں یہ تو جنت کے اندر کام کاج کرنیوالوں میں تھا[۵۲]"

اور

"ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں 'جن' کہتے تھے جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے، اس

---

۵۱ تفسیر ابن کثیر مترجم ج۳، صفحہ ۱۰۴ وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج۱، صفحہ ۷۳۔

۵۲ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام حارث تھا اور جنت کا خازن تھا، اس قبیلے کے سوا اور فرشتے سب کے سب نوری تھے۔ قرآن نے بھی ان جنوں کی پیدائش کا بیان کیا ہے اور فرمایا ہے:

مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔[51]

آگ کے شعلے کی جو تیزی بلند ہوتی ہے اسے 'مارج' کہتے ہیں جس سے جن پیدا کئے گئے تھے اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا۔ زمین میں پہلے جن بستے تھے انہوں نے فساد اور خونریزی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا لشکر دے کر بھیجا، انہی کو 'جن' کہا جاتا تھا۔ ابلیس نے لڑ بھڑ کر مارتے اور قتل کرتے ہوئے انہیں سمندروں کے جزیروں اور پہاڑوں کے دامنوں میں پہنچا دیا۔ اور ابلیس کے دل میں یہ تکبر سا گیا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو کسی اور سے نہ ہو سکا۔[52] الخ"

اِن تمام تفسیری روایات کی موجودگی کے باوجود حق تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کوئی صحیح و صریح اثر سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ جتنی بھی تفسیری روایات ملتی ہیں اُن کا مدار مختلف صحابہؓ کے موقوفاً مروی اقوال پر ہے، اور اُن میں سے بھی اکثر اقوال ضعیف الاسناد ہیں جیسا کہ اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ شریعت میں صحابہ کرامؓ کا قول و عمل بھی اُمت کے لئے حجت ہوتا ہے (بشرطیکہ وہ قطعی طور پر ثابت ہو اور قرآن و سنتِ ثابتہ کے صریح و عمومی احکام کے خلاف نہ ہو) مگر اس واقعہ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور اُنؐ کے مخاطب صحابہ کرامؓ رضوان اللہ اجمعین علم و فضل اور تقویٰ و بزرگی کے اعتبار سے اگرچہ ارفع و اعلیٰ مسانید پر فائز ہیں لیکن بہرحال وہ انبیاءؑ علیہم السلام کی طرح ہرگز معصوم عن الخطأ نہیں تھے لہٰذا بعض اجتہادی معاملات میں ان سے سہو اور تسامح کا صدور ممکن ہی نہیں بلکہ تقاضائے بشریت ہے۔

اب ذیل میں فریقِ ثانی کے دلائل پیشِ خدمت ہیں جو ابلیس کو ملائکہ میں سے

[51] سورۃ الرحمٰن ۱۵۔

[52] تفسیر ابنِ کثیر مترجم ج ۱، صفحہ ۹۲، ۹۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تسلیم کرنے کا منکر ہے :

۱۔ ابلیس اور فرشتوں کا مادۂ تخلیق مختلف ہے۔ ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور ابلیس کو نارِ سموم سے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس مرفوع حدیث میں مروی ہے :

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ اِبْلِيْسُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ وَخُلِقَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا قَدْ وُصِفَ لَكُمْ [1]

قرآنِ کریم میں بھی متعدد مقامات پر ابلیس کو آگ سے پیدا کئے جانے کا ذکر موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ [2]

"اور جنات کو (خاص) آگ کی لپٹ سے پیدا کیا"

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ [3]

"اور 'جن' کو اس سے قبل آگ کی گرم لپٹ سے پیدا کر چکے تھے"

اور

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ [4]

"(ابلیس) بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے"

ابلیس اور ملائکہ چونکہ دو مختلف مادوں سے تخلیق کئے گئے ہیں لہذا ان کی

---

[1] صحیح مسلم ج ۸، صفحہ ۲۲۶، کتاب التوحید لابن مندہ ج ۱، صفحہ ۳۲، تاریخ جرجان للسہمی صفحہ ۶۲، الأسماء والصفات للبیہقی صفحہ ۲۷۷، تاریخ لابن عساکر ج ۲، صفحہ ۳۱۰۔ وکذا فی فتح الباری لابن حجر ج ۶، صفحہ ۳۰۶۔

[2] سورۃ الرحمٰن، ۱۵ وکذا فی صحیح مسلم، کتاب الزهد حدیث ۶۰ و مسند احمد ج ۶، صفحہ ۱۵۳، ۱۶۸۔

[3] سورۃ الحجر ۲۷۔

[4] سورۃ الأعراف، ۱۲، سورۃ ص ۷۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادات، صفات اور طبائع بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جو آپس میں ان کی جنس مختلف ہونے کی دلیل ہے۔

۲۔ فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے، نہ مذکر ہیں نہ مؤنث، نہ ان میں نکاح و تولید و افزائش نسل کا سلسلہ موجود ہے جبکہ جن انسانوں کی طرح کھاتے پیتے بھی ہیں، مذکر و مؤنث دونوں صفتیں بھی ان میں موجود ہیں اور تولید و افزائش نسل کا سلسلہ بھی انہیں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"سعیدؒ بن المسیّب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، ملائکہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے، نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ ہے[۱]"

اور علامہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"بیشک جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں وہ بنی آدم کی طرح کھاتے پیتے اور افزائش نسل کرتے ہیں[۲]"

قرآن کریم میں بھی جن کی اولاد ہونے کا ذکر بصراحت موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا[۳]

"پھر بھی کیا تم اس کو اور اس کی ذریت (اولاد) کو مجھے چھوڑ کر دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"شیطان کی ذریت، توابع، مددگار اور اس کا لشکر ہونا قطعی

۱۔ فتح الباری لابن حجر ج ۶، صفحہ ۳۰۶۔

۲۔ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۶۔

۳۔ سورۃ الکہف، ۵۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل سے ثابت ہے"
لیکن بعض مفسرین نے سورۂ کہف کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں خواہ مخواہ کا تکلف برتا ہے۔ چنانچہ ان کا دعویٰ ہے کہ:

"اس جگہ ذریّت سے مراد معین و مددگار ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ شیطان کی صلبی اولاد بھی ہو"

علامہ قرطبیؒ اپنی کتاب "التذکرۃ" میں فرماتے ہیں:

"یہ واضح نہیں ہے کہ جنوں میں سلسلہ تولید موجود ہے لیکن ایسا کہنے کی ممانعت مذکور نہیں ہے۔ ملائکہ کے برخلاف ان میں مذکر و مؤنث موجود ہیں"

حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک صحیح حدیث میں شیطان کی صلبی اولاد کا موجود ہونا اس طرح مروی ہے:

"۔۔۔۔۔ بازار ایسی جگہ ہے جہاں شیطان نے انڈے بچے دے رکھے ہیں"

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ:

"حضرت معاویہؓ بن الحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ سے ایک ایسی بات دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق آپؐ سے کسی نے سوال نہ کیا ہوگا۔ (وہ بات یہ ہے کہ) ہمارے باپ کون تھے؟ آپؐ نے فرمایا، حضرت آدمؑ، (پھر سوال کیا) ہماری ماں کون تھیں؟ (آپؐ نے فرمایا)، حوّاء، (پھر سوال کیا)، جن کا باپ کون تھا؟ جواب دیا کہ ابلیس، پھر پوچھا، کہ جنات کی ماں کون تھی؟ آپؐ نے فرمایا، اس کی عورت [۵۳]"

---

۵۱ فتح الباری لابن حجر ج ۸، صفحہ ۲۹۸۔
۵۲ الجمع بین الصحیحین للحمیدی۔
۵۳ معجم الأوسط للطبرانی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث کو طبرانیؒ نے "معجم الأوسط" میں روایت کیا ہے لیکن علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس کی اسناد میں ایک راوی طلحہ بن زید ہے جس کی امام بخاریؒ اور امام احمدؒ نے تضعیف کی ہے، لیکن ابنِ حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے"[۱]

اگرچہ طبرانیؒ کی یہ حدیث سنداً ضعیف ہے مگر ملائکہ کے برخلاف ابلیس کو صاحب العائلہ اور صاحبِ اولاد ثابت کرتی ہے۔

ابویعلیؒ فرماتے ہیں:

"ابواسحٰق بن شاقلاؒ نے اپنی تعلیقات میں لکھا ہے کہ ہمارا اجماع ہے کہ ملائکہ میں نکاح نہیں ہوتا اور نہ ان کی اولاد ہوتی ہے لیکن ابلیس صاحبِ اولاد ہے۔ اس کا صاحبِ اولاد ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ ملائکہ سے مختلف جنس ہے اگرچہ ابوبکر عبدالعزیزؒ کا ظاہر کلام ہے کہ وہ ملائکہ میں سے تھا"[۲]

۳۔ ابواسحاق بن شاقلاؒ مزید فرماتے ہیں:

"ابلیس میں شہوت بھی موجود تھی جو اسے ملائکہ سے مختلف جنس ثابت کرتی ہے"

لیکن ابواسحٰقؒ کے اس قول کا جواب فریقِ اول اس طرح دیتا ہے:

"ابلیس کی شہوت اس کے دیوان سے معزول کئے جانے کے بعد بعد بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کہ ہاروت و ماروت کے قصہ میں شہوت کا ذکر ان کو دنیا میں اُتارے جانے کے بعد کیا گیا ہے"[۳]

۴۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کو پیدائشی طور پر فطرةً و طبعاً اپنا مطیع و فرمانبردار

۱ے مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱، صفحہ ۱۹۳۔

۲ے غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۱۔

۳ے ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب ہے۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:

"علمائے دین میں سے جمہور اعظم کا تمام ملائکہ کی عصمت پر اتفاق ہے۔"[۱]

قرآن کریم کی متعدد آیات میں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔[۲]

"اللہ تعالیٰ جو حکم بھی ان کو دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔"

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ السجدة[۳]

"وہ اپنے رب کی سرکشی نہیں کرتے جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے رہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔"

اور

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔[۴]

"بلکہ (وہ فرشتے اس کے) معزز بندے ہیں، وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں۔"

یہ تمام آیات فرشتوں کی تمام معاصی سے برأت ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ بخلاف اس کے جنات کو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی طرح ذی اختیار بنایا ہے۔ ان

---

۱ تفسیر کبیر للرازی ج ۲، صفحہ ۱۶۶، طبع دار الکتب بطہران۔
۲ سورۃ التحریم، ۶۔
۳ سورۃ النحل، ۵۰۔
۴ سورۃ الأنبیاء، ۲۶، ۲۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھلے بُرے، کفر و ایمان اور اطاعت و معصیت کی تمیز کرنے کی صلاحیت رکھی ہے۔
چونکہ ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا اسی باعث اس کے لئے اپنے ذاتی اختیار و ارادہ سے کبر و غرور میں مبتلا ہو کر فسق و معصیت کی راہ اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے خارج ہونا ممکن ہُوا۔ شیطان کی ذاتی، عمداً اور اختیاری حرکت کے لئے قرآنِ حکیم میں بصراحت " اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ"[1] اور " فَفَسَقَ"[2] کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم سورۂ کہف کی آیت ۵۰ کی تفسیر کے خلاصہ میں ابلیس کی نافرمانی کی وجہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔ اس نے (ابلیس نے) اپنے رب کے حکم سے عدول کیا (کیونکہ جنّات کا عنصر غالب جس سے وہ پیدا کئے گئے ہیں آگ ہے اور عنصرِ نار کا مقتضا پابند نہ رہنا ہے مگر اس تقاضائے عنصری کی وجہ سے ابلیس کو معذور نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اس تقاضائے عنصری کو خدا کے خوف سے مغلوب کیا جا سکتا تھا) الخ"[3]

۵۔ سورۃ الکہف کی آیت ۵۰ ابلیس کے "جن" ہونے پر صریح نص ہے، جو فرشتوں سے الگ مخلوق کی ایک مستقل صنف ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ[4]

"اور جس وقت ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ میں گر جاؤ آدم کے سامنے، سو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا"

---

[1] سورۃ البقرۃ، ۳۴۔ سورۃ صٓ، ۷۴۔ سورۃ الحجر، ۳۱۔ سورۃ طٰہٰ، ۱۱۶۔

[2] سورۃ الکہف، ۵۰۔

[3] معارف القرآن للشفیع ج ۵، صفحہ ۵۸۷۔

[4] سورۃ الکہف، ۵۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس یا بعض دوسری آیات[۵۱] میں ابلیس کا ملائکہ کے ساتھ جو استثناء بیان ہوا ہے اس سے ہی بعض مفسرین کو ابلیس کے فرشتہ ہونے کا گمان ہوا ہے حالانکہ یہ استثناء متصل نہیں بلکہ منقطع ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے آیت "كَانَ مِنَ الْجِنِّ" کی تفسیر میں اس استثناء متصل و منقطع کے متعلق علماء کے اختلاف کو نقل فرمایا ہے :

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ جن ملائکہ کی ہی ایک قسم ہیں کیونکہ یہ استثناء متصل ہے۔ جبکہ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ استثناء متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور ابلیس "ابوالجن" ہے۔ پس اس کی ذریت بھی ہے جس کا ذکر اس کے ساتھ اسی آیت میں آگے کیا گیا ہے اور ملائکہ کی کوئی ذریت نہیں ہے"[۵۲]

امام جلال الدین المحلیؒ والسیوطیؒ نے متعدد مقامات پر "ابلیس" کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"وہ ابوالجن تھا اور ملائکہ کے درمیان رہتا تھا"[۵۳]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :

"وہ ابوالجن تھا اور اس کی مصاحبت ملائکہ کے ساتھ تھی۔ وہ ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا تھا"[۵۴]

ایک اور مقام پر "شیطان" کی تفسیر میں "ابلیس"[۵۵] اور "الجان" کی تفسیر میں "ابو الجن یعنی ابلیس"[۵۶] لکھا ہے۔ الغرض علامہ امامین جلیلین المحلیؒ والسیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق

---

۵۱ سورۃ البقرۃ، ۳۴۔ سورۃ الأعراف، ۱۱۔ سورۃ الحجر، ۳۱۔ سورۃ طٰہٰ، ۱۱۶۔ سورۃ صٓ، ۷۴۔ سورۃ الإسراء، ۶۱۔

۵۲ تفسیر جلالین برحاشیہ قرآن کریم، صفحہ ۲۴۸، طبع مکتبۃ الشعبیہ بمصر۔

۵۳ ایضاً صفحہ ۷، ۱۲۲، ۲۱۷ (تفسیر سورۃ البقرۃ، ۳۴ و سورۃ الأعراف، ۱۱ و سورۃ الحجر، ۳۱۔

۵۴ ایضاً صفحہ ۲۶۷، (تفسیر سورۃ طٰہٰ، ۱۱۶)۔

۵۵ ایضاً صفحہ ۱۲۵ (تفسیر سورۃ الأعراف، ۲۰)۔

۵۶ ایضاً صفحہ ۲۱۷ (تفسیر سورۃ الحجر، ۲۷)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابلیس ابوالجن تھا، خود فرشتہ نہ تھا لیکن ملائکہ کے ساتھ مصاحبت کرتا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا نیز ابلیس، شیطان اور جن دراصل ایک ہی صنف کے مختلف نام ہیں۔

ابلیس کے استثناء کی گتھی کو سلجھانے کے لئے مختلف اصحاب تفاسیر نے نت نئی تاویلات اور باتیں درج کی ہیں جن میں سے چند ابلیس کے فرشتہ ہونے کی تائید میں بیان کی جانے والی بحث میں اوپر مذکور ہو چکی ہیں، چند اور یہاں پر بطورِ نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں:

"یعنی ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا بلکہ جنوں میں سے تھا۔ اسی لئے اطاعت سے باہر ہو جانا اس کے لئے ممکن ہوا ..... رہا یہ سوال کہ جب ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا تو پھر قرآن کا یہ طرزِ بیان کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہم نے ملائکہ کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کو سجدہ کا حکم دینے کے معنی یہ تھے کہ وہ تمام مخلوقات ارضی بھی انسان کی مطیع فرمان بن جائیں جو کرۂ زمین کی عملداری میں فرشتوں کے زیرِ انتظام آباد ہیں۔ چنانچہ فرشتوں کے ساتھ یہ سب مخلوقات بھی سربسجود ہوئیں مگر ابلیس نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا"[1]

اور مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم سورۂ بقرہ کی آیت ۳۴ کی تشریح و تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں جو بات صراحتہً مذکور ہے وہ تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا گیا مگر آگے جب استثناء کر کے یہ بتلا دیا گیا کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سجدۂ آدمؑ کا حکم اس وقت کی تمام ذوی العقول مخلوقات

---

[1] تفہیم القرآن للمودودیؒ ج ۳، صفحہ ۳۰، حاشیہ ۴۸ (سورۂ کہف تفسیر ۵۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے عام تھا جن میں فرشتے اور جنات سب داخل ہیں مگر حکم میں فرشتوں کے ذکر پر اس لئے اکتفا کیا گیا کہ وہ سب سے افضل اور اشرف تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا حکم ان کو دیا گیا تو جنات کا بدرجۂ اولیٰ اس حکم میں شامل ہونا معلوم ہو گیا[۵۱]"

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں:

"حکم سجدہ فرشتوں کو ہوا تھا ابلیس اس میں تبعاً شامل قرار دیا گیا، سورۂ اعراف میں ابلیس کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا ہے:

مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ[۵۲]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ابلیس کو بھی دیا گیا تھا۔ اسی لئے اس سورت کی جو آیات ابھی آپ نے پڑھی ہیں جن سے بظاہر اس حکم کا فرشتوں کے لئے مخصوص ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اصالۃً یہ حکم فرشتوں کو دیا گیا مگر ابلیس بھی چونکہ فرشتوں کے اندر موجود تھا اس لئے تبعاً وہ بھی اسی حکم میں شامل تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے لئے جب اللہ تعالیٰ کی بزرگ ترین مخلوق فرشتوں کو حکم دیا گیا تو دوسری مخلوق کا تبعاً اس حکم میں داخل ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے ابلیس نے جواب میں یہ نہیں کہا کہ مجھے سجدہ کا حکم دیا ہی نہیں گیا تو عدمِ تعمیل کا جرم مجھ پر عائد نہیں ہوتا اور شاید قرآن کریم کے الفاظ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ[۵۳] میں بھی اس کی طرف اشارہ ہو کہ أَبَىٰ أَنْ يَسْجُدَ کے بجائے أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ذکر فرمایا جن سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اصل ساجدین تو فرشتے ہی تھے مگر عقلاً لازم تھا کہ ابلیس بھی ان میں موجود

---

۵۱ معارف القرآن للشفیع ج ۱، صفحہ ۱۲۹، طبع ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۲ھ۔

۵۲ سورۃ الأعراف، ۱۲۔

۵۳ سورۃ الحجر، ۳۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا تو وہ بھی ملائکہ ساجدین کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ اس کے عدم شمول پر عتاب فرمایا گیا"[۱]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اور مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کی توجیہات سے قدرے ہٹ کر علامہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"الغرض جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ان ملائکہ کے خطاب میں ابلیس بھی داخل تھا۔ کیونکہ اگرچہ وہ ان ملائکہ کے عنصر تخلیق سے نہ تھا لیکن پھر بھی اس میں ملائکہ سے بہت کچھ مشابہت موجود تھی (یعنی ملائکہ بھی نظروں سے مستور ہوتے ہیں اور جن بھی) پس وہ اس خطاب میں داخل تھا جو ملائکہ کے لئے تھا۔[۲] الخ"

ابلیس کو ملائکہ میں سے ثابت کرنے والے سب سے بڑے وکیل علامہ شیخ ابوبکر عبدالعزیزؒ کو استثناء متصل کی بھرپور وکالت کرنے کے بعد جب سورۂ کہف کی آیت ۵۰ اپنے مؤقف سے متعارض نظر آئی تو اس کی تاویل اس طرح فرما دی:

"اگر یہاں بعض لوگ ابلیس کے مختلف ناموں یا اس آیت کو پیش کریں، "اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ" تو اس سلسلہ میں بعض محققین کا قول ہے کہ "جن" بھی ملائکہ کی ہی ایک قسم ہے۔ جن کو "جن" کہا جاتا ہے جس طرح کہ کروبیون، روحانیون، خزنہ، زبانیہ وغیرہ سب ایک ہی جنس کی مختلف انواع کے نام ہیں، اسی طرح آدمی، زنج و عرب و عجم (کہلاتے ہیں) پس اگر کہنے والا کہے کہ میں نے اپنے تمام غلاموں کو فرمانبرداری کا حکم دیا پس انہوں نے اطاعت کی سوائے غلاں کے پس وہ زنج سے تھا اور اس نے میری نافرمانی کی۔ اس قول

---

[۱] معارف القرآن للشفیع، ج ۵، صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸۔

[۲] تفسیر ابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ اس کا زنجی غلام جنسیت کے اعتبار سے ان باقی غلاموں میں شریک نہ تھا یا وہ باعتبار نوعیت اس سے الگ تھے [۱] الخ"

علامہ ابوبکر عبدالعزیز رحمہ اللہ کی یہ تفسیر اگر تاویل بعید نہیں تو کم از کم قرآن کریم کے ظاہری کلام سے مختلف اور محتاج دلیل بہر حال ہے۔ یہاں پر اس امر کی وضاحت بھی ضروری محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور ابلیس کے درمیان تمام مکالمہ براہ راست ہوا تھا۔ جن بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ سے شیطان کا مکالمہ کسی فرشتے کے توسط سے ہوا تھا"

انہوں نے قرآنی آیات کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر محض تکلف کیا ہے چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم سورۃ البقرۃ کی آیت ۳۴ کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ:

"فرشتوں کو بلا واسطہ حکم کیا ہو گا اور جنوں کو کسی فرشتہ وغیرہ کے ذریعہ سے کیا گیا ہو گا [۲]"

اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم سورہ ص کی آیت ۶۹ کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ ملاءِ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے شیطان کا مکالمہ دو بدو نہیں بلکہ کسی فرشتے ہی کے توسط سے ہوا ہے [۳]"

سورۃ الاعراف کی آیات ۱۲ تا ۱۸، سورۃ الحجر کی آیات ۳۲ تا ۴۳ اور سورۂ ص کی آیات ۷۵ تا ۸۵ صاف طور پہ بتلاتی ہیں کہ ابلیس سے اللہ تعالیٰ کا مکالمہ

۱۔ غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۱۔

۲۔ قرآن مع ترجمہ وتفسیر اختصار شدہ بیان القرآن للتھانوی، صفحہ ۶، طبع تاج کمپنی۔

۳۔ تفہیم القرآن للمودودی، ج ۴، صفحہ ۳۴۷، حاشیہ ۵۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُوبرُو اور براہِ راست ہُوا تھا، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ۝[1]

"اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون سا امر مانع ہے جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا، کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، تو آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمان میں رہ کر، سو نکل بیشک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا۔ وہ کہنے لگا مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی وہ کہنے لگا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثروں کو احسان ماننے والے نہ پائیے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

---

[1] سورۃ الأعراف، ۱۲ تا ۱۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا، میں ضرور تم سے جہنم کو بھر دوں گا۔"

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ [1]

"اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا، اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہو؟ کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا، (اچھا پھر) یہاں سے نکل جا کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت رہے گی۔ کہنے لگا کہ اے رب پھر مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، (اچھا) تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا اے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے (بحکم تکوین) گمراہ کیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں سے مخلص ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ

---

[1] سورۃ الحجر ۳۲ تا ۴۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچتا ہے، واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں تیری راہ پر چلنے لگے ان سب سے بیشک جہنم کا وعدہ ہے"

اور ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ يَاإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ [۵۸]

"اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا، اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون چیز مانع ہوئی؟ کیا تو مغرور ہو گیا ہے یا (واقعی) اعلیٰ درجہ والوں میں سے ہے؟ کہنے لگا، میں اس سے (آدمؑ سے) بہتر ہوں۔ آپ نے مجھے آگ سے پیدا فرمایا ہے اور اس کو گارے سے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا، نکل جا یہاں سے پس تو مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت قیامت کے دن تک رہے گی۔ کہنے لگا، اے رب پھر مجھ کو قیامت کے دن تک کی مہلت دے دیجئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، (جا) تجھ کو وقت معلوم کے دن تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو مخلصین میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں سچ کہتا ہوں اور میں تو (ہمیشہ) سچ

---

۵۸ سورۂ ص، ۷۵ تا ۸۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو ان میں سے تیرا ساتھ دیں ان سب کو دوزخ سے بھر دوں گا۔"

۶۔ اسلاف میں سے حسن بصری، قتادہ اور شہر بن حوشب رحمہم اللہ وغیرہ ابلیس کو ملائکہ سے نہیں بلکہ جنات میں سے بتاتے ہیں۔ چنانچہ مروی ہے:

عَنِ الْحَسَنِ، مَا کَانَ اِبْلِیْسُ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاِنَّہٗ لَاَصْلُ الْجِنِّ کَمَا اَنَّ اٰدَمَ اَصْلُ الْبَشَرِ[۱]

"حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ ابلیس قطعاً ملائکہ میں سے نہ تھا بلکہ اس کی اصل جن سے ہے جس طرح کہ آدم کی اصل بشر سے ہے۔"

علامہ حافظ ابی الفداء عماد الدین بن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ:

"حسن سے اس روایت کی اسناد صحیح ہیں[۲]۔"

اور

عَنْ شَہْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، کَانَ اِبْلِیْسُ مِنَ الْجِنِّ الَّذِیْنَ طَرَدُوْھُمُ الْمَلَائِکَۃُ فَاَسَرَہٗ بَعْضُھُمْ وَذَھَبَ بِہٖ اِلَی السَّمَاءِ[۳]

"حضرت شہر بن حوشبؒ سے مروی ہے کہ ابلیس جنات میں سے تھا۔ جن کو ملائکہ نے مارا تھا پھر بعض ملائکہ نے اس کو قید کر لیا تھا اور اپنے ساتھ آسمان پر لے گئے تھے۔

علامہ ابوالقاسمؒ انصاری فرماتے ہیں:

"ہمارے شیخ ابوالحسنؒ کا مسلک اور ابو اسحٰق بن شاقلاؒ کا ظاہر

۱؎ رواہ ابن جریر وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۵، ۷۳، طبع دار الفکر بیروت ۱۹۸۲ء۔

۲؎ تفسیر ابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۳۔

۳؎ رواہ ابن جریر وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۵ وتفسیر لابن کثیر ج ۱، صفحہ ۵۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے نہیں بلکہ جنات میں سے تھا۔ ابو اسحٰق ؒ نے علامہ عبد العزیز ؒ پر حسن بصری ؒ کے قول کو دلیل بنا کر ابلیس کے ملائکہ میں سے ہونے کی سخت تردید فرمائی ہے[1]۔"

علامہ شیخ محدث القاضی بدر الدین عبد اللہ الشبلی ؒ (م ۷۶۹ھ) جو بقولِ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ، امام ذہبی ؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ ابن شاقلا ؒ کا قول جسے ابن ابی الدنیا نے بطریقِ علی بن محمد بن ابراہیم حدثنا ابو صالح حدثنی معاویۃ بن صالح عن العلاء بن الحارث حدثہ، عن ابن شہاب روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن شاقلا ؒ سے ابلیس کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا، ابلیس جنات میں سے تھا بلکہ وہ تو ابو الجن ہے جس طرح کہ آدم علیہ السلام انسانوں میں سے ہیں اور ابو الناس ہیں، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم[2]۔"

مشہور مفسرین میں سے علامہ ابن کثیر ؒ[3]، علامہ شیخ فخر الدین الرازی ؒ[4] اور علامہ زمخشری ؒ وغیرہ ابلیس کے ملائکہ میں سے ہونے کے بجائے جنات میں سے ہونے کے قائل ہیں، چنانچہ علامہ حافظ ابن کثیر ؒ سورۃ الکہف کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ابلیس کبھی بھی فرشتوں میں سے نہ تھا وہ جنات کی اصل ہے۔ جیسے کہ حضرت آدم ؑ انسان کی اصل ہیں[5]۔"

اسی طرح دورِ حاضر اور ماضی قریب کے مفسرین میں سے علامہ شیخ علی الصابونی[6]،

۱ھ غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۲۔

۲ھ ایضاً۔

۳ھ تفسیر لابن کثیر مترجم ج ۳، صفحہ ۱۰۴۔

۴ھ التفسیر الکبیر للرازی ج ۲، صفحہ ۱۷۰، وکذا فی التفسیر لابن کثیر مترجم ج ۳، صفحہ ۱۰۴۔

۵ھ تفسیر لابن کثیر مترجم ج ۳، صفحہ ۱۰۴۔

۶ھ صفوۃ التفاسیر للصابونی ج ۱، صفحہ ۵۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد محسن خان، ڈاکٹر محمد تقی الدین الھلالی المراکشی[۵۱] اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی[۵۲] وغیرہ نے بھی ابلیس کو فرشتہ تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے متعلق جنات میں سے ہونے والے قول کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" کے بعض مقامات پر بصراحت فرماتے ہیں:

"...... نیز کسی کو یہ غلط فہمی بھی نہ ہونی چاہئے کہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ آگے چل کر قرآن نے خود تصریح کردی ہے کہ وہ جنوں میں سے تھا جو فرشتوں سے الگ مخلوقات کی ایک مستقل صنف ہیں[۵۳]"

اور

"...... یہ تصریح ان غلط فہمیوں کو رفع کر دیتی ہے جو عموماً لوگوں میں پائی جاتی ہیں کہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا اور فرشتہ بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ معلّم الملکوت۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو سورۃ الحجر، آیت ۲۷ اور سورۃ الجن آیات ۱۳، ۱۵[۵۴]"

علمائے سلف وخلف کی قرآن وسنت کے عین مطابق ان تمام تصریحات کے باوجود فریق اول کے دوسرے بڑے وکیل علامہ آلوسی اور ان کی تقلید میں ماضی قریب کے مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم وغیرہ ابلیس کو ملائکہ میں سے منوانے پر بضد ہیں، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسئلہ: یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابلیس علم ومعرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اس کو طاؤس الملائکہ کہا جاتا تھا پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی؟ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کے تکبر کے سبب سے اللہ تعالیٰ

---

۵۱ انگریزی ترجمہ تفسیر معانی القرآن الکریم (تفسیر سورۃ الکھف، ۵۰) طبع ترکی۔

۵۲ تفہیم القرآن للمودودی ج ۱، صفحہ ۶۵، ۶۶، حاشیہ ۴۶، ج ۳، صفحہ ۳۰ حاشیہ ۴۸۔

۵۳ ایضاً ج ۱، صفحہ ۶۵، ۶۶، حاشیہ ۴۶۔

۵۴ ایضاً ج ۳، صفحہ ۳۰، حاشیہ ۴۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس سے اپنی دی ہوئی معرفت اور علم و فہم کی دولت اس سے سلب کر لی اس لئے ایسی جہالت کا کام کر بیٹھا، بعض نے فرمایا کہ حبِ جاہ اور خود پسندی نے حقیقت شناسی کے باوجود اس بلا میں مبتلا کر دیا۔ تفسیر روح المعانی میں اس جگہ ایک شعر نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی گناہ کے وبال سے تائیدِ حق انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو اس کی ہر کوشش اور عمل اس کو گمراہی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ شعر یہ ہے ؎

إِذَا لَمْ يَكُنْ عَوْنٌ مِّنَ اللهِ لِلْفَتٰى
فَاَوَّلُ مَا يَجْنِيْ عَلَيْهِ اجْتِهَادُهٗ

اسی طرح شیخ ابو الوفاء علی بن عقیل بھی اپنی کتاب "الارشاد" میں فرماتے ہیں:

"اگر کوئی تم سے یہ سوال کرے کہ آیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں؟ تو ہمارے بعض اصحاب کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے یہ جواب دو کہ وہ ملائکہ میں سے تھا"

خلاصۂ کلام یہ کہ ابلیس کے ملائکہ میں سے ہونے کے متعلق فریقین کے تمام دلائل اور ان کا تقابلی و علمی جائزہ او پر پیش کیا جا چکا ہے، ان تمام دلائل کو سامنے رکھ کر اگر قطعی غیر جانبدارانہ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہی بات باعتبار عقل و دانش زیادہ صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی احکام سے قریب تر نظر آئے گی کہ ابلیس فرشتہ نہیں بلکہ جنات میں سے تھا صحابہ کرامؓ اور سلفؒ و صالحین سے ابلیس کے فرشتہ ہونے کے سلسلہ میں جو اقوال مروی ہیں اُن کی تائید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان سے نہیں ہوتی مزید

۱؎ معارف القرآن للشفیع ج ۱، صفحہ ۱۳۲، طبع ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۶۹ء وکذا فی روح المعانی للآلوسی۔

۲؎ غرائب الجن والشیاطین للشبلی، صفحہ ۲۰۹، ۲۱۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ ان موقوف اقوال کی روایات میں سے اکثر انتہائی ضعیف الاسناد، منکر اور ناقابلِ احتجاج بھی ہیں، اگر الا ماشاء اللہ کسی روایت کی اسناد صحیح ہیں تو بھی اس کا ماخذ یا تو اسرائیلی روایات ہیں یا پھر دورِ جاہلیت کا وہ تصور جس کی طرف عبداللہ بن مسعودؓ نے اشارہ فرمایا ہے:

> "بعض عرب قبائل دورِ جاہلیت میں ملائکہ کی ایک صنف کی پوجا (عبادت) کیا کرتے تھے۔ ملائکہ کی اس صنف کا نام ان لوگوں نے "جن" رکھا ہوا تھا"[۱]

جہاں تک اسرائیلی روایات کا ان روایات کے اصل ماخذ ہونے کا تعلق ہے تو اس دعویٰ کی تائید میں ہم انجیل برناباس کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے، بالخصوص اس کی خط کشیدہ عبارت:

"Jesus departed from jerusalem, and went to the desert beyond Jordan: and his disciples that were seated round him said to Jesus: "O'master, tell us how Satan fell through pride, for we have understood that he fell through disobedience, and because he always tempteth man to do evil?

Jesus answered: God having created a mass of earth, and having left it for twenty five thousand years without doing aught else; Satan, who was as it were priest and head of the angels, by the great understanding that he possessed, knew that God of

---

۱؎ رواہ الطبری وکذا فی فتح الباری لابن حجر ج ۸، صفحہ ۳۹۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

that mass of earth was to take one hundred and forty and four thousand signed with the mark of prophecy......[1]"

ترجمہ:

"حضرت عیسیٰ یروشلم سے رخصت ہوئے اور اُردن سے پرے ریگستانوں میں چلے گئے۔ ان کے حواری، جو ان کے اطراف بیٹھے تھے، نے حضرت عیسیٰؑ سے سوال کیا، اے مالک! ہمیں باخبر فرمائیے کہ شیطان کس طرح مغرور ہوکر معزول ہوا؟ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ نافرمانی کی وجہ سے معزول ہوا ہے...... حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے زمین کا مادہ (یعنی مٹی) پیدا فرمانے کے بعد پچیس ہزار سال بغیر کچھ کئے ہوئے اسے یوں ہی پڑے رہنے دیا۔ شیطان جو کہ بہت عابد اور فرشتوں کا سردار تھا، اعلیٰ عقلی صلاحیتوں کا مالک ہونے کے سبب جان گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس مٹی سے ایک لاکھ چوالیس ہزار انبیاء کو پیدا فرمائے گا۔ الخ"

علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اس باب میں وارد اکثر روایات کو اسرائیلی قصص سے ماخوذ قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الکھف کی آیت ۵۰ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"سلف کے اور بھی اس بارے میں بہت سے آثار مروی ہیں لیکن یہ اکثر و بیشتر اسرائیلی ہیں۔ اس لئے نقل کئے گئے ہیں کہ نگاہ سے گزر جائیں۔ اللہ ہی کو ان کے اکثر کا صحیح حال معلوم ہے۔ ہاں بنی اسرائیل کی روائتیں وہ تو قطعاً قابلِ تردید ہیں جو ہمارے ہاں کے دلائل کے خلاف ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہمیں تو قرآن کافی وافی ہے ہمیں اگلی کتابوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم ان سے محض بے نیاز ہیں۔ اس لئے وہ تبدیل ترمیم کمی بیشی سے خالی نہیں الخ"[2]

[1] انگریزی ترجمہ انجیل برنا باس، صفحہ ۴۵، طبع انگلینڈ۔

[2] تفسیر ابن کثیر مترجم ج ۳، صفحہ ۱۰۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ان روایات کا اسرائیلیات سے ماخوذ ہونا مؤکد ہو چکا تو اس سلسلہ میں یہ وضاحت بھی ضروری محسوس ہوتی ہے کہ ایسی اسرائیلی روایات پر کس درجہ اعتماد کیا جا سکتا ہے اور ان پر اعتماد کرنے کے لئے کن شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے اسرائیلی روایات پر اعتماد کرنے کیلئے صحیح وثابت احادیث کی شہادت کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک دوسری مشہور اسرائیلی روایت پر تنقید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس طرح کی حدیثوں پر شریعت کی بناء جائز نہیں اور باتفاقِ مسلمین ان سے دین میں قطعًا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ اسرائیلیات وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن کی حقیقت کو صحیح وثابت حدیث کی شہادت کے بغیر معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کی حدیثیں اگر کعب الاحبارؓ اور وہبؒ بن منبہ وغیرہ بھی جو اہل کتاب سے دنیا کی پیدائش اور متقدمین کے قصے نقل کرتے ہیں روایت کرتے تو بھی باتفاقِ مسلمین شریعت میں ان سے استدلال جائز نہ ہونا الخ"[۵۱]

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کوئی صحیح اور ثابت حدیث موجود نہیں ہے جو ابلیس کو فرشتہ ثابت کرنے والی اسرائیلی روایات کے لئے مؤید و شاہد بن سکے لہٰذا اس فکر کی موافقت کرنے والی تمام روایات سے استدلال کرنا درست نہیں بلکہ لائقِ ترک ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

★ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو گی۔

شکریہ

۵۱ کتاب القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابن تیمیہ، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷۔
(ترجمہ از عبدالرزاق ملیح آبادی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ